

باب نمبر 9

# آدابِ زبان

افادات

ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب

www.SirateMustaqeem.net

اویسی بک سٹال

جامع مسجد رضائے مجتبیٰ پیپلز کالونی گوجرانوالہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ وَ عَلٰی آلِهِ  
وَاصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ  
فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ  
اَمَّا بَعْدُ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدِیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ  
صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ الْاَمِیْنُ  
اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ یُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِیِّ یَا یُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا  
صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝

الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ  
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ  
مَوْلَایْ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا  
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

خالق و مالک، حامی و ناصر کی حمد و ثناء اور حضور پر نور شافعِ یومِ النشور، نور مجسم،  
شفیع معظم، فخر آدم و بنی آدم، احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار گوہر بار  
میں ہدیہ درود و سلام عرض کرنے کے بعد

وارثانِ منبر و محراب، اربابِ فکر و دانش، اصحابِ محبت و موافقت، محتشم و معزز حضرات  
و خواتین!

رب ذوالجلال کے فضل اور توفیق سے حالتِ روزہ میں ماہِ رمضان المبارک  
کے نورانی ماحول میں ہم سب کو ادارہ صراطِ مستقیم کے فہم دین کورس کے نویں درس میں  
شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

آج ہماری گفتگو کا موضوع

## ”آداب زبان“ ہے

میری دعا ہے کہ خالق کائنات ہم سب کو آداب زبان ملحوظ خاطر رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ اس عشرہ رحمت کے عروج میں سب کی جھولیوں کو رحمت سے معمور فرمائے۔

محتشم سامعین حضرات!

میں نے قرآن مجید برہان رشید کی سورۃ ق کی آیت نمبر ۱۸ کی تلاوت آپ کے سامنے کی ہے۔ خالق کائنات جل جلالہ کا فرمان ہے:

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ

انسان اپنی زبان سے جو بات بھی کرتا ہے۔ ایک محافظ اُس کے پاس موجود ہوتا ہے جو فوراً اُس کو رپوٹ کرتا ہے اور اُس کو لکھتا ہے۔ اُس کے ریکارڈ کو مرتب کرتا ہے زبان انسان کا ایک چھوٹا سا عضو ہے لیکن پورا انسان اس چھوٹے سے عضو کے نیچے پلٹا ہوا ہوتا ہے۔

الْمَرْءُ مَخْفِيٌّ تَحْتَ لِسَانِهِ

انسان اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے زبان سے اس کا ظہور ہوتا ہے زبان سے انسان کا تعارف ہوتا ہے اور زبان سے انسان کی پہچان ہوتی ہے۔ یہ چھوٹی سی زبان پورے انسان پر پردہ ہے۔ اگر انسان خاموش بیٹھا ہے تو آپ کو یہ پتہ نہیں چلے گا کہ یہ عالم ہے یا جاہل ہے یہ عاقل ہے یا احمق ہے لیکن جب بولنا شروع کرے گا اُس کے الفاظ سے تم بہت جلد اس حقیقت تک پہنچ جاؤ گے کہ یہ انسان واقع میں کیا حیثیت رکھتا ہے۔

زبان سے پھسلنا انسان کو وہاں گراتا ہے کہ قدم کی پھسلن انسان کو وہاں تک نہیں گراتی زبان کا معاملہ اتنا نرم ہے کہ اس کے ایک لفظ کی وجہ سے ذرہ آفتاب بن جاتا ہے اور اس کے ایک لفظ کی وجہ سے ہی انسان ثریا کی رفعتوں سے گر کر گڑھے کا مکین

بن جاتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلے میں اپنی امت کو محتاط کیا کہ جب زبان کا معاملہ اتنا حساس ہے تو کبھی بھی اپنی زبان کو حرکت دیتے وقت اس سے الفاظ نکالتے وقت بے توجہی کا شکار نہ ہونا، سوچ کے بولنا سمجھ کے گفتگو کرنا اور پھر اس کے جو شرعی تقاضے ہیں اور آداب ہیں انکو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ہر وقت اس زبان کو راہ راست پر لگائے رکھنا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج ہم یہ نور بھری گفتگو سماعت کریں گے تو ساتھ ساتھ ہم اپنا محاسبہ بھی کریں گے اور آئندہ کیلئے یہ عہد بھی کریں گے کہ اگر پہلے زبان کہیں بے جا بھی چلتی ہے تو اب انشاء اللہ ہم پابندی کسریں گے اور اپنی زبان کو آداب کے دائرے میں رکھ کر آداب کی شکل میں زبان سے حکمت کے کام لیتے رہیں گے۔

بخاری شریف کی حدیث نمبر ۱۰ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کے کردار کو واضح کرتے ہوئے اور اسلام میں اس کی حیثیت کو اجاگر کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا ہے:

الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ

مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان سے اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو بہت اذیتیں پہنچا سکتا ہے اور یہ مختلف اعضاء سے انسان گفتگو کرتا ہے تو زبان کا تعلق مختلف شخصیات اور مختلف ذوات کے ساتھ ہوتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگر تمام اعضاء کے مقابلے میں دو کو اہم سمجھا کہ جس کی اذیت مسلمانوں تک زیادہ پہنچتی ہے وہ ایک زبان اور دوسرا ہندے کا ہاتھ ہے اور پھر ان میں سے ہاتھ پر زبان کو مقدم کیا۔

مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ

مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان سے اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کو ہاتھ پر مقدم اس لئے کیا کہ اتنے اذیت کے کام ہاتھ سے نہیں ہوتے، جتنے زبان سے ہوتے ہیں اور اتنی آسانی کے ساتھ ہاتھ دوسرے کو نقصان نہیں پہنچاتا جتنی آسانی سے زبان دوسرے کو اذیت پہنچاتی ہے۔ ہاتھ حرکت میں لاؤ گے تو اُس میں کچھ قوت لگانی پڑے گی مگر زبان کو حرکت دینے میں اتنی قوت نہیں لگانی پڑے گی۔ ہاتھ سے کسی کو اُس وقت مارو گے جب وہ قریب ہوگا لیکن زبان سے دور والے کو بھی اذیت پہنچا سکتے ہو۔

پھر یہ دیکھیں کہ ہاتھ سے جس وقت کوئی بندہ کسی کو اذیت پہنچاتا ہے تو اُس وقت دوسرا بندہ اُس کے قریب ہوگا یا درمیان میں کسی آلہ کی حاجت ہوگی۔ اسلحہ کی ضرورت ہوگی، اُس سے یہ شخص دوسرے پر حملہ آور ہوگا اور اُس کو تکلیف پہنچائے گا۔ لیکن زبان کیلئے کسی اور اسلحہ کی ضرورت نہیں ہے۔ جہاں بیٹھے ہو وہاں کھلتی ہے تو دوسرے شخص کو اس کے حملے کا درد محسوس ہوتا ہے اور پھر اس کا دائرہ اتنا وسیع ہے۔ ہاتھ سے صرف اُسی کو مارا جاسکتا ہے جو حاضر ہو لیکن زبان سے غائب کو بھی تکلیف پہنچائی جاسکتی ہے۔ ہاتھ کا تعلق زندہ لوگوں کے ساتھ ہوگا جبکہ زبان اُن کو بھی اذیت پہنچا سکتی ہے جو ماضی میں گزر چکے ہیں جو حال میں موجود ہیں اُن کے بارے میں بھی یہ کوئی نازیبا لفظ بول سکتی ہے اور جو مستقبل میں پیدا ہونے والے ہیں ان تک بھی اس کی اذیت کا دائرہ وسیع ہو سکتا ہے۔

اس واسطے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکمت بھرے اس فرمان کا انداز بھی واضح کر رہا ہے کہ زبان کو سنبھالنا کتنا ضروری ہے اور اس کی ہلاکتوں کا دائرہ کتنا وسیع ہے۔ انسان اس سے کہاں کہاں تک حملہ آور ہو سکتا ہے اور اس سے کتنا بڑا نقصان ہو سکتا ہے تو میرے محبوب علیہ السلام نے ارشاد فرما دیا کہ:

کامل ایمان اُسی کا قرار پائے گا جو اپنی زبان کو بھی محفوظ رکھے گا اور اپنے ہاتھ کو بھی روک کے رکھے گا۔ اپنے ہاتھ سے بھی اوروں کو سلامتی بخشے گا اور اپنے ہاتھ سے

بھی دوسروں کو محفوظ رکھے گا۔

اس سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھی ہماری بہت رہنمائی کرتا ہے۔ جس وقت آپ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو یہ فرمایا تھا:

أَهْجُ الْمُشْرِكِينَ فَإِنَّهُ أَشَقُّ عَلَيْهِمْ مِنْ رَشَقِ النَّبْلِ

اے حسان تم اپنے اشعار کی شکل میں مشرکین کی ہجو کرو، اُن کی مذمت بیان کرو، مشرکین پر اپنی زبان سے حملے کرو۔

کیوں؟

مشرکین کو تیروں کو ایسے زخم نہیں ہو سکیں گے جیسے گہرے زخم زبان سے تم کرو گے۔ زبان اگر حق بات کا اظہار کرتی ہے تو فائدہ میں بھی یہ ہاتھ کے کام سے کہیں آگے نکل جاتی ہے اور اگر یہ اپنی افادیت کھوٹھکتی ہے تو پھر دوسری طرف بھی اس کے اثرات بہت زیادہ دور رس اور مہلک ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہاتھ سے جس کو مارا جاتا ہے وہ زخم تو بھر جاتے ہیں لیکن زبان سے جس پر حملہ کیا جاتا ہے وہ زخم کبھی بھی نہیں بھرتے۔

جَرَّاحَاتُ السِّنَانِ لَهَا التَّيَامُ  
وَلَا يَلْتَسَامُ مَا جَرَّحَ اللِّسَانُ

تبعثرے کے زخم تو مٹ جاتے ہیں مگر زبان کے زخم نہیں مٹتے، کسی کے بارے میں یہ بے جا چلتی ہے تو اُس کی پگڑی اچھالتی ہے اُس کی عزت کو قینچی کی طرح کاٹتی ہے تو اس کے زخم نسلوں تک یاد رکھے جاتے ہیں اور کبھی یہ زخم بھرنے نہیں پاتے تو اس واسطے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے مرد و زن کو متوجہ کر دیا کہ اپنی زبان کو سنبھال کے رکھو بولتے وقت یہ کیسی چلتی ہے اس کے لفظوں کا تعلق کس ذات کے ساتھ ہے۔ انسانوں کے حقوق کا بھی خیال رکھو بالخصوص جس خالق نے اس کو پیدا کیا ہے۔ اُس کے بارے میں بھی زبان کھولتے ہوئے کوئی نازیبا لفظ نہ بولو اور جن کا کلمہ پڑھ کے تمہیں ایمان کی دولت نصیب ہوئی ہے اُس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب کو ہر وقت

پیش نظر رکھو۔ وہ اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ جن کو صراط مستقیم کا اُجالا قرار دیا گیا ہے اُن کے بارے میں بھی بولتے ہوئے اپنی زبان کو دائرے میں رکھو۔ ادب سے اُن کا نام لو وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اہل بیت اطہار جیسے مقدس نام ہیں۔ جب ان کا نام زبان پہ آنے والا ہو تو زبان کو پہلے سے ان کے ادب کیلئے جھک جانا چاہیئے اور تیاری سے ان کا نام نہایت پیار سے لینا چاہیئے۔

زبان جیسے ہی اپنی الفتوں کا اظہار کرے گی۔ خالق کائنات جل جلالہ ان مقدس ذوات کے وسیلے سے اُن بولنے والوں کو ہر لمحہ اپنی عظمتیں عطا فرمادے گا۔ اس سلسلے میں زبان کی جو مختلف معاملات میں حیثیت ہے اس کا جو مرکزی کردار ہے اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ جس کو حضرت امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں ذکر کیا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واشگاف الفاظ میں واضح طور پر اعلانیہ یہ فرمادیا تھا:

مَنْ يَضْمَنُ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنَ لَهُ الْجَنَّةَ  
 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جو شخص مجھے اپنے دو اعضاء کی ضمانت دے گا میں اُس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔“

مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ جو اُس کے دو جبرؤں کے درمیان زبان کا چھوٹا سا ٹکڑا ہے اور جو اُس کی دو ٹانگوں اور قدموں کے درمیان عضو ہے ان دو کی حفاظت کی جو شخص مجھے ضمانت دے گا کہ وہ ان کو حدود میں رکھے گا اور ان سے خلاف ورزی نہیں کرے گا۔ حقوق کے مطابق ان کو رکھے گا، میرے نبی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں ”میں آج ہی اُس کو جنت کی ضمانت دے دیتا ہوں، اگر اُس نے زندگی حدود کے اندر گزاری تو اللہ تعالیٰ اُس بندے کو یقیناً جنت عطا فرمادے گا۔“

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بخاری اور مسلم شریف میں موجود ہے۔ جس کو حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

ہمارے محبوب علیہ السلام کا کتنا عمدہ فرمان ہے:

إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِأَلْسِنَةٍ مِنْ رِشْوَانِ اللَّهِ مَا يُلْقِي لَهَا بَلَا يَرْفَعُهُ  
اللَّهُ بِهَا دَرَجَاتٍ

ایک شخص اپنی زبان سے ایک لفظ بولتا ہے اور وہ لفظ اللہ تعالیٰ کی رضا والا لفظ ہے اُس میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے۔ اسی انسان نے کس انداز میں وہ لفظ بولا:

مَا يُلْقِي لَهَا بَلَاءٌ

بولتے وقت کوئی توجہ ہی نہیں تھی۔ دل متوجہ ہی نہیں تھا۔ دماغ متوجہ ہی نہیں تھا ویسے ہی وہ کلمہ اُس کی زبان سے نکل گیا۔ میرے نبی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں ”یہ کلمہ بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنا معتبر ہوگا کہ خالق کائنات جل جلالہ اس کے صدقے اُس کے درجات کو بلند فرما دے گا۔“

دوسری طرف

إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِأَلْسِنَةٍ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ تَعَالَى لَا يُلْقِي لَهَا بَلَاءً

یہی بندہ جب زبان چلاتے وقت کوئی ایسا لفظ بولتا ہے جس کو سن کر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ اس نے اُس لفظ کی طرف خیال ہی نہیں کیا تھا۔ ایسا لفظ بول دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ یہ بندہ اس ایک لفظ کی وجہ سے جہنم میں جا گرتا ہے۔

آپ دیکھیں کہ زبان کا کتنا بڑا دخل ہے اور کتنی بڑی کلیدی حیثیت ہے۔ ایک انسان جہنمی تھا، جہنم کا ایندھن تھا، وہ ذرہ خاک سے بھی بدتر تھا، ادنیٰ تھا لیکن اُس کی زبان پر جب یہ لفظ آگئے:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

جب اُس نے یہ الفاظ بول دیئے اور اُس کی زبان پر یہ کلمات آگئے۔ دل میں تصدیق تھی، زبان پہ اقرار تھا۔ اب وہ کائنات میں گلاب بن گیا ہے۔ اب وہ ذرہ نہیں



آفتاب بن گیا ہے۔ اب اُس کو عظمتیں مل گئی ہیں۔

لیکن جب اسی زبان سے کوئی کلمہ کفر بول دیتا ہے تو وہیں بیٹھا بیٹھا جہنمی بن جاتا ہے۔ وہ جو جنت کے بالا خانوں کا مہمان بننے والا تھا وہ جہنم کے گڑھوں کا اسیر بن جاتا ہے تو اس کا سبب کیا ہے یہی زبان ہے۔

اس کے دو طرح کے کردار ہیں جب اُس کو محفوظ رکھا جاتا ہے اور اس کو مناسب حدود میں رکھا جاتا ہے تو وہ ہر لمحہ بندے کو عظمتوں سے ہمکنار کرتی ہے۔ اگر اس کو بے لگام بنا دیا جائے تو یہ ایسا تیر ہے جو بندے کو خود ہی لگتا ہے اور ایسی صورتحال پیدا ہو جاتی ہے کہ میرے آقا علیہ السلام ارشاد فرمانے لگے:

میں نے جہنم کو جھانک کے دیکھا تو مجھے وہاں وہ لوگ نظر آئے جو زبان کے مارے ہوئے تھے۔ جو زبان کے کٹے ہوئے تھے جن کو زبان نے مجرم بنایا تھا، جن کو زبان نے جہنمی بنایا تھا تو اس واسطے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں یہ بات ابتدائی طور پر طے کر لینی چاہیے کہ ایک طرف اللہ تعالیٰ یہ فرما رہا ہے کہ لوگو! تم بولتے ہو تو یہ نہ سمجھو کہ کوئی سن نہیں رہا۔ جہاں بھی بیٹھے ہو اور کوئی سنے یا نہ سنے۔ اللہ تعالیٰ تو سنتا ہے اور پھر ساتھ اُس نے فرشتے کی ڈیوٹی لگا رکھی ہے جو لکھتا بھی ہے اور ریکارڈ تیار بھی ہو رہا ہے کہ تم نے کسی کی غیبت کی تھی، کسی کی چغلی کی تھی، کسی کی عزت پر حملہ کیا تھا اور کسی کا تم نے مذاق اڑایا تھا، کسی پر الزام لگایا تھا، کسی پر طعن کیا تھا، کسی پہ بہتان باندھا تھا۔ وہ سارا کچھ ریکارڈ جب تیار ہو رہا ہے تو بندے کو اس انداز میں محتاط ہو کے بولنا چاہیے۔ ایسے بولنے سے ہزار مرتبہ بہتر خاموشی ہے جس خاموشی کی وجہ سے محض خاموش رہنے سے بھی خالق کائنات بندے کو بندگی کا ثواب عطا فرما دیتا ہے۔

اب یہاں پر جس چیز کو واضح کیا گیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمانے لگے ”بندہ بولتا ہے اس کا خیال بھی نہیں ہوتا“ ایک لفظ بولتا ہے اُس کی بگڑی بن جاتی ہے۔“

حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر میں یہ لکھا ہے کہ ”قیامت کا دن ہوگا تو خالق کائنات جل جلالہ کی طرف سے میدان محشر میں بھرے مجمع کے اندر ایک شخص کیلئے یہ پیغام آجائے گا:

يَا فُلَانُ ادْخُلِ الْجَنَّةَ

اے انسان! چلو جنت میں تشریف لے چلو جنت میں داخل ہو جاؤ۔“

بِعَمَلِكَ اپنے ایک عمل کی وجہ سے

ادھر ایک شخص کے بارے میں ہے کہ اُس شخص نے پانچ سو سال تک بندگی کی تھی لیکن پھر اُس شخص کو اُس کے عمل کی بنیاد پر نہیں بلکہ اللہ کی رحمت کی وجہ سے جنت دی گئی۔ اب اس شخص سے یہ کہا جا رہا ہے کہ اپنے ایک عمل کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جاؤ تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ایک خصوصی عمل تیرا سبب بن گیا ہے اور اُس عمل کی وجہ سے ہم نے رحمت کر دی ہے اور یہ عمل رحمت کا ذریعہ بن گیا ہے۔

تم اُس عمل کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ شخص فوراً اپنے حال پہ غور کرے گا تو اُس کا جو ماضی ہے وہ اندھیروں سے بھرا ہوا ہے۔ وہ شرمندہ ہے کہ میرا تو کوئی ایسا عمل نظر نہیں آتا جس کی وجہ سے آج مجھ کو جنتی قرار دے دیا جائے بار بار وہ نامہ اعمال میں غور کرتا ہے بار بار زندگی شب و روز پہ نگاہ ڈالتا ہے تو اُسے کوئی ایسا عمل نظر نہیں آتا جو اُس کے جنت میں جانے کا سبب بننے والا ہو۔ بالآخر وہ بولے گا اور کہے گا:

يَا إِلَهِي مَاذَا عَمَلْتُ

یا الہی! میرے کس عمل کا حوالہ دے رہے ہو جو مجھے جنت میں لے جا رہا ہے میں کیسے اپنے عمل کی بنیاد پر جنتی بن رہا ہوں مجھے تو کوئی عمل ایسا نظر نہیں آتا۔

خالق کائنات جل جلالہ کی طرف سے یہ جواب ہوگا:

الَسْتُ مُكْنَتَ نَائِمًا فِي كَيْلَةِ كَذَا

میرے بندے تمہیں یاد نہیں ہے فلاں رات کو تم سوئے ہوئے تھے حالت

نیند میں۔

تَقَلَّبْتُ جَنْبًا إِلَى جَنْبٍ

تو نے کروٹ بدلی، جس وقت تو نے حالت نیند میں پہلو تبدیل کیا۔ ایک پہلو سے دوسرے پہلو پر بدل کر سویا تو تیری زبان سے ایسے میں ایک لفظ نکلا:

قُلْتُ فِي خِلَالِ ذَالِكَ

تو نے جس وقت کروٹ بدلی تو اُس دوران تیری زبان سے لفظ اللہ نکلا۔ تیری زبان سے لفظ اللہ صادر ہوا تو کروٹ بدل کے سو گیا۔

ثُمَّ غَلَبَكَ النَّوْمُ

پھر تجھ پہ نیند کا غلبہ ہو گیا۔

وَنَسِيتَ

اور تجھے وہ بھول گیا، تیری یادداشت میں ہی نہیں کہ تو اُس وقت لفظ اللہ بولا تھا۔ پہلے تو سویا ہوا تھا کروٹ بدلی تو یہ لفظ نکلا پھر تجھ پہ نیند غالب آ گئی اور تو سو گیا۔ میرے بندے تجھے یاد ہونا چاہیے میں نے دنیا میں یہ وعدہ کیا تھا کہ ذرہ بھر بھی کسی پہ ظلم نہیں کروں گا۔ میں یوم الدین کو سب کی جزا دوں گا ہر ایک کا چھوٹے سے چھوٹے عمل کو بھی رائج نہیں جانے دوں گا۔

نَسِيتَ - تو تو اُس کو بھول گیا

وَمَا أَنَسَى

لیکن میں بھولتا نہیں ہوں، تو اس کو بھول گیا، تجھے تو یاد نہیں ہے تو سو گیا۔

أَمَّا أَنَا لَا تَاخُذْنِي سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ

لیکن مجھے تو نیند آتی ہی نہیں ہے۔ میرے بندے اُس وقت بے خبری کے عالم میں نے ایک مرتبہ میرا نام لیا تھا، تو تیری زبان کے اس لفظ کی وجہ سے آج میں نے تیرے لئے جنت کا اعلان کر دیا ہے۔

اُس شخص کو ایک لفظ کی بنیاد پر جنت دی جا رہی ہوگی۔ اس زبان کی عظمت اور اس کے صحیح استعمال کا کتنا بڑا فائدہ ہے۔

دوسری طرف اس زبان سے ایک لفظ نکل جاتا ہے جس کی وجہ سے بندہ اتنی بلندی سے نیچے گرتا ہے، آسمان سے نیچے گرنے والے کا اتنا نقصان نہیں ہوتا جتنا زبان کے لفظ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ آپ غور کیجئے

ہم بولتے وقت نہیں سوچتے، بہت سے جملے خواتین میں رائج ہو چکے ہیں۔ بات بات پر یہ بول دیتی ہیں ”ظلم خدا کا، قہر خدا کا، غضب خدا کا“ یہ الفاظ بولتے وقت وہ سوچتی ہی نہیں کہ وہ ظلم کی نسبت کس کی طرف کر رہی ہیں۔ یہ لفظ بولتے وقت انسان توجہ ہی نہیں کرتا۔ ایک لفظ بولنے سے وہ کہاں سے کہاں تک پہنچ جاتا ہے۔ ہلاکتیں اُس کیلئے اُس کا مقدر بن جاتی ہیں تو میرے محبوب علیہ السلام کا یہ زریں فرمان آج اس تقویٰ کے موسم بہار میں ہمیں دعوت دے رہا ہے کہ ہم اپنی زبان پر پہرے لگا لیں جب مکمل ریکارڈ تیار ہو رہا ہے اس سے اتنے بڑے خسارے ہو سکتے ہیں تو بولتے وقت اتنا سوچ کے بولے ادھر زبان سے لفظ نکل رہا ہو ادھر اللہ تعالیٰ کی رحمت اُس لفظ کو موتی کی طرح چن رہی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں اُس کو قبول کیا جا رہا ہو جب ایسے احساس کے ساتھ زندگی گزرے گی تو یہ زبان ہی بندے کیلئے جنت کی ضمانت بن جائے گی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی دم سحر اور صبح کے وقت سننا کتنی بڑی سعادت کا باعث ہے۔ اس کو جامع ترمذی میں روایت کیا گیا ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

إِذَا أَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ

جب صبح کا وقت ہوتا ہے انسان پر صبح کا وقت آتا ہے اور جس وقت ابن آدم

صبح کرتا ہے تو

فَإِنَّ الْأَعْضَاءَ كُلَّهَا تَكْفُرُ اللِّسَانَ

(ان کے بدن کے سارے اعضاء زبان کے سامنے ہاتھ جوڑ کے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تکفّر کا یہاں پر معنی تواضع یعنی خشوع کرتے ہیں اور عاجزی کرتے ہیں۔ سارے اعضاء ہی زبان کے سامنے منت سماجت کرتے ہیں۔ زبان کے سامنے دست بستہ یہ درخواست کرتے ہیں زبان کے سامنے یہ عرض کرتے ہیں:

إِنِّيقُ اللّٰهُ فِينَا

اے زبان! ہمیں بچا کے رکھنا۔ ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا، زبان! ہمیں تباہ و برباد نہ کر دینا، اے زبان! ہمیں جہنمی نہ بنا دینا، سب کچھ تیرے پاس کنٹرول ہے اور تیری حرکت میں سب کچھ چھپا ہوا ہے۔ تھوڑی سی حرکت کرے گی تو برکت بھی مل سکتی ہے اور تھوڑی سی حرکت کرے گی تو ندامت بھی اتنی آ سکتی ہے جو کبھی مٹ ہی نہیں سکتی۔

سارے اعضاء نے زبان سے یہ آ کے کہنا شروع کر دیا۔ فجر کا وقت ہے سارے اعضاء زبان سے یہ درخواست کر رہے ہیں:

إِنِّيقُ اللّٰهُ

اے زبان! اللہ سے ڈر فیما ہمارے بارے میں۔

فَإِنَّمَا نَحْنُ بِكَ

ہماری ساری لاج تیرے پاس ہے، ہماری عزت تیرے پاس ہے، ہماری عظمت اے زبان تیرے کنٹرول میں ہے۔ ہمارا وقار بھی تیرے پاس ہے اگر تو بے جا چلے گی تو مار ہمیں پڑے گی اگر تو نے کسی کو گالی دی تو مکے تجھے نہیں پڑیں گے، پیٹھ کہتی ہے مکے مجھے پڑیں گے۔ ہاتھ کہیں گے کاٹنا مجھے جائے گا، قدم کہیں گے زخمی میں ہو جاؤں گا۔ اے زبان! ہوش سے بول دنیا میں بھی ہم تیرے پیچھے ہیں۔ عقبیٰ میں بھی تیرے پیچھے ہیں۔ دنیا میں اگر تو ایسے بے وجہ چل گئی تو پھر تیری وجہ سے ہمیں کونوں پہ لٹایا

جا سکتا ہے۔ ہمیں دنیا کی آگ کا ایندھن بنایا جا سکتا ہے، ہمیں جیلوں میں ڈالا جا سکتا ہے۔ اے زبان! سوچ کے بول، ہوش سے بول تو شام سے پہلے پہلے ہمیں کسی مصیبت میں نہ ڈال دینا۔ دنیا میں دیکھ اور آخرت میں بھی دیکھ اگر تو دنیا میں ایک بار گالی نکالے گی تو ہمیں جہنمی بنا دیا جائے گا۔ اگر تو نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں معمولی سی توہین بھی کر دی۔ ہمارے سارے اعمال رائیگاں ہو جائیں گے۔ اگر تو نے اولیاء اللہ کی عداوت کا کوئی جملہ بول دیا تو اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں فرما رہا ہے:

مَنْ عَادَ لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتَهُ بِالْحَرْبِ

جو میرے ولی سے عداوت کرتا ہے میں اُس سے اعلان جنگ کر رہا ہوں۔

اے زبان! ہوش سے چل تو غیبت کرے گی تو ہم پہ لازم آجائے گا کہ ہم اپنے بھائی کا گوشت کھا رہے ہوں۔

اس واسطے سارے اعضاء زبان سے یہ عرض کر رہے ہیں۔

نَحْنُ بِكَ

ہم تیرے صدقے آباد ہیں، تیری وجہ سے ہی تیرے سہارے ہی، اگر تو سیدھی رہے گی تو ہم سیدھے رہیں گے۔

فَإِنْ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا

مجھ میں استقامت ہوگی تو ہم میں استقامت ہوگی تو سیدھی ہوگی تو ہم سیدھے ہونگے۔

وَإِنْ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا

اگر تو ٹیڑھی ہو جائے گی تو ہم ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ اگر تو بُری ہو جائے گی تو ہم بُرے ہو جائیں گے۔ سارے اعضاء زبان سے درخواست کر رہے ہیں کہ دن آج جو شروع ہو گیا ہے۔ اے زبان! سارا دن اور آئندہ رات اپنی حفاظت کا خیال رکھنا کہیں ایسا نہ ہو جرم تو کرے سزا ہمیں بھگتنی پڑ جائے تو اس بنیاد پر یہ زبان انسان کی سیرت کیلئے

کلید اور چابی ہے۔ انسان کے حسن خلق کیلئے انسان کی معیشت معاشرت اور سوسائٹی کے آداب کے لحاظ سے اچھی طرح اسکو سمجھ لینا چاہئے کہ میرے محبوب علیہ السلام نے یہ تمام باتیں ہمیں نسخہ کیمیا کی شکل میں عطا کی ہیں، یہ کسی اور کا نصاب نہیں ہے۔

میرے محبوب علیہ السلام کی غلامی کا دم بھرنے والو یہ ہماری دولت ہے۔ یہ ہمارا خزانہ ہے۔ یہ ہماری چمک ہے۔ یہ ہماری خوشبو ہے۔ یہ ہمارے لئے ہے۔ ہمارے محبوب علیہ السلام نسخہ کیمیا تلاش کر کے دے دیا کہ کل جہنم میں جلنے لگو پھر یاد آ جائے۔ کاش دنیا میں پتہ چل جاتا یہ چھوٹا سا ٹکڑا ہمیں جہنم میں لے جائے گا تو ہم احتیاط سے کام لیتے۔ اس سے کبھی کسی کو گالی نہ نکالتے اس کا غلط استعمال نہ کرتے یہ سب کچھ میرے محبوب علیہ السلام نے پہلے بیان کر دیا اور ہمیں یہ سننے سنانے کی توفیق دے دی۔ آج ہمیں یہ پکا عہد کر لینا چاہئے کہ ہم اس زبان کی پوری حفاظت کریں گے۔

بات کرنے سے پہلے یہ سوچیں گے کہ وہ کس کے بارے میں بولی جا رہی ہے کس حالت میں بولی جا رہی ہے اس کا تعلق اصلاح کے ساتھ ہے یا فساد کے ساتھ ہے اس کا تعلق خیر کے ساتھ ہے یا فتنے کے ساتھ ہے۔

جس وقت انسان یہ پہچان پیدا کرے گا تو یہ زبان بندے کیلئے رحمت کی ترجمان بن جائے گی۔ اس کی معمولی سی حرکت سے رحمتوں کے پھول برستے رہیں گے اور بندہ ساری زندگی اللہ کی رحمت کی خوشبوؤں میں بسر کرتا رہے گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آداب زبان ہمیں سکھائے ہیں ان میں سب سب سے پہلا ادب تو یہ ہے کہ اللہ کا حق پہچاننا اور اس کی ذات اور اس کی صفات اور اس کی تعلیمات کا ذکر کرتے ہوئے ادب سے بولنا، اس کا حکم ہو، ہم کہیں یہ بڑا سخت ہے۔ اس کی سزاؤں کے بارے میں کہیں کہ یہ انسانی حقوق کے خلاف ہیں۔ اس کے نظام کے بارے میں ہم کہہ دیں، معاذ اللہ یہ پرانا نظام ہے۔ یہ الفاظ بندے کو کفر کی وادی میں دھکیل دیں گے۔ وہ اپنی طرف سے براڈ ماسنڈ بنا ہوا ہے اور نئی روشنی کی باتیں

کر رہا ہے لیکن اُس کو یہ خبر نہیں کہ وہ اپنے خالق کے بارے میں تنقید کر رہا ہے۔ اپنے مالک کے بارے میں بول رہا ہے۔ وہ رب ذوالجلال کے بارے میں زبان کو جنبش دے رہا ہے تو اُس سے ہلاکت آ جائے گی۔

ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے کتنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب سکھایا ہے۔ جب صحابہ کرام کو فرما دیا تھا:

لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا

بولنے کو تو لفظ ہی تھا رَاعِنَا بھی لفظ ہی ہے اُنْظُرْ بھی لفظ ہی ہے۔

دونوں زبان سے ہی نکلتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ رَاعِنَا پر اس وعید کا اعلان کر دیا۔ آیت کے نزول کے بعد اگر کوئی صحابی بھی کہتا تو وہ کافر ہو جاتا۔

اس واسطے اس کا تعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔ اس کا ایک معنی خراب بھی بنتا ہے جس کی وجہ سے توہین ہو سکتی ہے۔ رب ذوالجلال نے پابند کر دیا کہ جن کے صدقے تمہیں ایمان ملا ہے، تمہیں زبان سے بول کر اُن کی ذات پر تنقید کرنی چاہیے نہ اُن کی صفات پر تنقید کرنی چاہیے، نہ ہی اُن کی سنت پر تنقید کرنی چاہیے اور نہ ہی اُن کی تعلیمات پر تنقید کرنی چاہیے۔ تم اپنی زبان کو سنبھال کے رکھو۔ اگر کوئی شخص معاذ اللہ داڑھی کے خلاف بولتا ہے تو اُس کو سوچنا چاہیے وہ کس کی سنت پر حملہ کر رہا ہے اگر کوئی عمامے پر تنقید کرتا ہے تو اُس کو سوچنا چاہیے اگر کوئی نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر تنقید کرتا ہے تو اُس کو سوچنا چاہیے کہ اُس نے کہاں جا کے ہاتھ ڈالا ہے۔ اُس کی زبان نے کہاں جا کے حملہ کیا ہے۔ یہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کے آداب ہیں کہ زبان جب بول رہی ہو تو اتنی احتیاط سے بولے کہ معمولی سی کجی بھی نہ ہونے پائے اور زبان سے اُن ذوات کی ہر جہت سے تعریف و توصیف نکل رہی ہو ہر لحاظ سے زبان جب مصروف ہو تو اللہ تعالیٰ کی ثناء کر رہی ہو اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں درود و سلام بڑھ رہی ہو۔



آداب زبان میں دوسرا ادب:

(۲) زبان کو جھوٹ سے بچانا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جامع ترمذی میں فرمان موجود ہے:

إِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ

جس وقت کوئی بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ دور ہو جاتا ہے۔ رحمت کا فرشتہ

اُس کے قریب نہیں آتا۔

مِثْلًا: ایک میل دور چلا جاتا ہے۔

مِنْ نَتْنٍ مَا جَاءَ بِهِ

اس واسطے کہ ایک جھوٹ کے بولنے سے بندے کے منہ سے اتنی بدبو آتی ہے

کہ فرشتہ قریب ٹھہر ہی نہیں سکتا۔ وہ رحمت کا فرشتہ جس کو بندے کا قرین بنایا گیا تھا۔

جس نے بندے کیلئے رحمت کا سامان پیدا کرنا تھا۔ ایک جھوٹ کی وجہ سے متنفر ہو جاتا

ہے جس کی وجہ سے بندے کا خسارہ ہے اور بندہ نحوستوں کی لپیٹ میں آ جاتا ہے۔ لہذا

جھوٹ کو کوئی معمولی جرم نہ سمجھا جائے۔

اتنا بڑا جرم ہے جس سے سترامنہ بدبو سے بھر جاتا ہے اور بدبو بھی تھوڑی سی

نہیں اتنی زیادہ ہے کہ میل میل تک اُس کے منہ کی بدبو محسوس ہوتی ہے۔ اگر اُس بندے

کے حواس فرشتوں کے حواس جیسے ہوں۔

لہذا بندہ جس وقت اپنے منہ کو محفوظ رکھتا ہے کہ اس میں کوئی گندگی داخل نہیں

ہونی چاہیے۔ اس میں کوئی بدبو نہیں آنی چاہیے۔ اس بدبو سے بھی بندے کو اپنا منہ بچانا

چاہیے کہ کبھی بھی اُس کی زبان سے خلاف واقع کوئی بات نہیں نکلی چاہیے۔

اس سلسلے میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جھوٹ شاید کوئی بڑی چیز ہوگی جو ہم بولیں گے تو پہلے

پتہ چلے گا کہ یہ جھوٹ کا بوجھ آ رہا ہے۔ آج جھوٹ بولنا ہماری عادت بن گئی ہے۔ جھوٹ

بولتے ہوئے خیال ہی نہیں آتا کتنے زبان سے جھوٹ بولے جا رہے ہیں۔ ایک دوکاندار دوکان پہ بیٹھا ہے۔ صبح و شام تک کوئی حساب ہی نہیں کرتا کہ اُس نے گناہ کتنے کئے ہیں؟ وہ سواری پہ بیٹھا ہے، سواری کو اتارتے اور چڑھاتے وقت پتہ نہیں کتنے جھوٹ بول گیا ہے۔ ایک کسی دفتر میں بیٹھا ہے وہ مسلسل جھوٹ بولتا جا رہا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک ارشاد فرما دیا:

كُفِيَ بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ

بندے کے جھوٹا ہونے کیلئے صرف یہی کافی ہے کہ جو سنے وہی سنا دے۔ جو بات سنے وہی بیان کر دے اُس کے بارے میں کوئی تحقیق ہی نہ کرے۔ ایک خبر سنی تھی فوراً اُس کو بیان کرنا شروع کر دیتا ہے۔

میرے نبی علیہ السلام فرماتے ہیں:

اگر تم دیکھنا چاہتے ہو کہ جھوٹا انسان کون سا ہے؟ تو یہ جھوٹے کی علامت ہے کہ جو بات سنتا ہے پراپیگنڈہ شروع کر دیتا ہے۔ وہ بات کسی سے اس نے سنی لیکن اس نے حقیقت معلوم نہ کی بلکہ آگے اُس کو بیان کرنا شروع کر دیا۔ اپنی طرف سے اُس کو روایت کرنا شروع کر دیا۔ اپنی طرف سے اُس کو بولنا شروع کر دیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

دوسرے معاملے میں کم جن کو جان بوجھ کے خلاف واقع بیان کرتا ہے دن تھا یہ رات بتا رہا ہے۔ رات کا وقت تھا یہ اُس کو دن کہہ رہا تھا۔ وہ تو علیحدہ معاملے ہوئے بلکہ یہاں تک جھوٹ کا دائرہ وسیع ہے کہ سنی سنائی آگے بیان کر دینا یہ بھی بندے کو جھوٹا بنا دیتی ہے۔ سچا انسان وہ ہے جو کسی کے بارے میں سچ بولتا ہو کسی خبر کو بیان کرتا ہو پہلے اُس کے ماخذ کو دیکھے یہ خبر آئی کہاں سے ہے۔ یہ بیان کس نے کی ہے اس میں صداقت کتنی ہے پھر اس کو اپنی زبان سے اس کو بیان کرے جو سنے اور وہی آگے سنا دے تو یہ جھوٹ ہے یہ کتنا ہم میں رائج ہو چکا ہے۔ ہم کتنا کسی بات کی تحقیق کرتے ہیں۔ جب

کسی کے بارے میں آجاتا ہے کہ وہ اس طرح کا ہے اسی سے آگے یہ سلسلہ شروع ہو جاتا ہے وہ جس طرح اُس کو بیان کرتا ہے اُسی طرح کا قرار دے دیا جاتا ہے۔

میرے محبوب علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں ”جب تم زبان کو اپنی طرف سے چلا رہے ہو تو اب تم ذمہ دار ہو جس نے پہلے بات کی اُس کا وہ ذمہ دار تھا۔ لہذا پوری طرح تحقیق کے بعد بات بیان کرو۔ اس واسطے کہ تمہیں ہر جملے کا حساب دینا پڑے گا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں کتنا محتاط کر دیا۔ ہم اپنے بچوں سے وعدے کرتے ہیں اور جس وقت وہ رو رہے ہوتے ہیں تو اُن کو چپ کرانے کیلئے بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں۔ شریعت میں یہ بھی جھوٹ شمار ہوتا ہے۔ اُس بچے کو چپ کرانے کیلئے جو بولا جا رہا تھا جو خلاف واقع باتیں کی جا رہی تھیں اور جو روزانہ عادت کا حصہ ہیں ایک ہی وقت میں بیسیوں کر دی جاتی ہیں۔

میرے محبوب علیہ السلام نے یہاں تک روکا ہے کہ بچے سے بھی بات کرو تو خلاف واقع بات نہ کرو بلکہ جو بات حقیقت پر مبنی ہے وہ بچوں سے کرو۔

انسان ایک سودا بچنے کیلئے دس جھوٹی قسمیں اٹھاتا ہے۔ سودا بچنے وقت واقع کے مطابق صورتحال کو بیان نہیں کرتا۔ اُس کے برعکس بیان کرتا ہے وہ چیز کسی اور جگہ کی بنی ہوئی ہے یہ میڈان فلاں بتاتا رہتا ہے۔ اُس کی حیثیت کوئی اچھے لیکن یہ کوئی اور حیثیت بیان کرتا ہے۔ یہ سارے جھوٹ ہیں جس کی وجہ سے اُس دوکاندار کو اُس تاجر کو قیامت کے دن کیا گریڈ ملے گا۔

میرے آقا علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

میدان حشر میں اُس کی پیٹھ پر غدر کا جھنڈا لہرایا جائے گا۔ وہ جدھر چلے گا، پیٹھ پر جھنڈا لہرا رہا ہوگا کہ یہ وہ ہے جو جھوٹ بول کے سودے بیچتا تھا۔ یہ وہ ہے جو جھوٹی قسمیں اٹھاتا تھا۔ یہ وہ ہے جو لوگوں کو فریب دیتا تھا جو فراڈ کرتا تھا اگر وہ زبان کو غلط چلائے گا تو حشر میں یہ ذلت ہو رہی ہوگی اور اگر سچ بولے گا تو میرے محبوب علیہ السلام

ارشاد فرماتے ہیں:

التَّاجِرُ الصَّدُوقُ

آپ نے فرمایا جو تاجر بھی ہو اور سچ کا دھنی بھی ہو، ہم اُس کو قیامت کے دن فرشتوں کے ساتھ سیٹ دلوادیں گے۔ وہاں اُس کا شمار ہوگا سب سے بڑا ادب اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذوات کے بعد یہ بندہ جھوٹ سے پاک رہے، اُن کے معاملے میں بولنے کی احتیاط کے ساتھ ساتھ اس سے سچ نکلے اور یہ جھوٹ سے محفوظ رہے تو یہ زبان بندے کو جس وقت صداقتوں کا امین بنائے گی تو اس کے ساتھ اُس کو جنت کا مکین بھی بنادے گی۔

(۳) آداب زبان میں سے تیسرا ادب:

”غیبت سے بچنا“

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا (سورہ الحجرات آیت ۱۲)

تم میں سے بعض بعض کی غیبت نہ کریں۔

أَيُّحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ

کیا تم میں سے کوئی بندہ یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے فوت شدہ بھائی کا گوشت کھائے، جب یہ کوئی بھی پسند نہیں کرتا تو یہ غیبت کرنا فوت شدہ بھائی کے گوشت کھانے کے مترادف ہے۔ زبان جس وقت بے لگام چلے گی زبان جس وقت ناجائز بولے گی زبان پیٹھ کے پیچھے جس کے عیب بیان کرے گی تو یہ عمل شریعت میں کیا قرار پائے گا۔ گویا کہ وہ تیرا بھائی اور فوت شدہ بھائی کا گوشت کھایا جا رہا ہے۔

آج اس میں بھی ہمیں بڑی اصلاح کی ضرورت ہے۔ اس وقت جو رحمت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اس میں ایک ماحول بنا ہوا ہے اس نرمی میں دل پر ضرب لگا کر ہم اپنے

دل کو سیدھا کر لیں کہ یہ برائی ہم میں کس طرح رچ بس گئی ہے۔ ہم جہاں بیٹھتے ہیں اور کوئی موضوع ہوتا ہی نہیں کسی کی غیبت کی جارہی ہے کسی کے عیب کو بیان کیا جا رہا ہے بیٹھے بیٹھے جہنم کا سامان کیا جا رہا ہے۔

میرے محبوب علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

میرا امتی اپنی زبان کو محفوظ رکھے گا اور اپنی زبان سے کسی وقت بھی غیبت نہیں کرے گا اور اس کی زبان سارے مسلمان ہر وقت محفوظ رہیں گے۔ اس سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت معاذ سلمی رضی اللہ عنہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بدکاری کر بیٹھا ہوں مجھ پہ حد لگاؤ چار بار انہوں نے جرم کا اقرار کر لیا چونکہ وہ شادی شدہ تھے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دے دیا کہ جاؤ اس کو جرم کرو تو حضرت معاذ سلمی کو میدان میں پہنچایا گیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وہاں پہنچے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی تشریف لے گئے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو جرم کیا گیا، سنگسار کیا گیا، پتھر مارے گئے، خون بہتا رہا، بدن کے چیتھڑے اڑ گئے، ایسے عالم میں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس آ رہے تھے تو دو انصاری صحابی آپس میں ایک دوسرے سے بات کر رہے تھے۔ اس کو ابن حجر نے الزاوجہ میں بھی لکھا ہے۔ صحاح اور دیگر کتب میں یہ بات موجود ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی چہ لمونی کو سن لیا۔ وہ دونوں آپس میں اس طرح باتیں کر رہے تھے کہنے لگے:

وَلَمْ يَدْعُ نَفْسَهُ

یہ معاذ رضی اللہ عنہ کتنا بھولا تھا کہ اس نے اپنی شکایت خود لگا دی۔ خود اپنا جرم بتا دیا۔ یہ اپنا جرم چھپائے رکھتے تو بیچ جاتے۔ انہوں نے اپنا آپ ظاہر کر دیا۔

رَجَمَ رَجَمَ الْكَلْبِ

اس کو یوں مارا گیا جیسے کتوں کو مارا جاتا ہے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ پر جرم کی وجہ سے حد لگ گئی ہے۔ جرم سے پاکی کا بندوبست خود کروالیا۔ اُن کو طہارت مل گئی تھی۔

اُن کے بارے میں دو صحابہ نے جب یہ جملہ بولا تو میرے رسول علیہ السلام نے وہ جملہ سن لیا۔ لیکن آپ نے اس پر فوراً کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ چلتے چلتے تھوڑی دیر کے بعد آپ نے راستے میں ایک مرا ہوا گدھا دیکھا۔ اُس کی ٹانگیں اکڑ چکیں تھیں اس سے بدبو آ رہی تھی۔ اس حالت میں وہ گدھا پڑا ہوا تھا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب وہاں پہنچے تو آپ نے فرمایا:

اَيْنَ فُلَانٍ وَ فُلَانٍ

وہ فلاں فلاں کدھر ہیں تو وہ فوراً حاضر خدمت ہو گئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ہم حاضر خدمت ہیں۔ ہمارے لئے کیا حکم ہے؟

تو میرے محبوب علیہ السلام فرمانے لگے:

كُلًّا مِنْ جَنِيْفَةٍ هَذَا الْحِمَارُ

چلو دونوں یہ گدھا کھاؤ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ حکم دیا تو

دونوں بڑے متعجب ہوئے۔ کہنے لگے ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ساعت اللہ

تعالیٰ تمہارا بھلا کرے آپ نے ہمیں پاک چیزیں کھانے کا حکم فرما رکھا ہے۔ پلید

کھانے کا تو آپ نے کبھی حکم نہیں دیا۔ جبکہ یہ تو پلید ہے مردار ہے حرام ہے اور پھر اس

سے بدبو آ رہی ہے اور سو جا ہوا ہے تو آپ اس کے کھانے کا حکم کس طرح فرما رہے ہیں

ہمیں تعجب ہو رہا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اُن کی بات کو سنا تو وہ کہہ رہے تھے کہ:

مَنْ يَأْكُلْ هَذَا

اس کو کون کھاتا ہے یہ مرا ہوا گدھا ہے اور پھر سو جا ہوا بھی ہے اس سے بدبو آ

رہی ہے بھلا اس کو کون کھاتا ہے؟

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا نَلْتَمَا مِنْ غَرَضٍ هَذَا الرَّجُلِ اِنْفَاً  
اَشَدُّ مِنْ اَكْلِ هَذِهِ الْجَيْفَةِ

اس کو تم نہیں کھا رہے اس سے زیادہ بدبو والی چیز کو تم ابھی کھا رہے تھے۔

مَا نَلْتَمَا

جو تم نے تناول کیا جو تم نے ابھی کھایا۔

مِنْ غَرَضٍ هَذَا الرَّجُلِ

اُس ماعز کی عزت پر حملہ کر کے جو تم نے کھایا۔

اِنْفَاً

ابھی تم نے جو کھایا۔

اَشَدُّ مِنْ اَكْلِ هَذِهِ الْجَيْفَةِ

وہ مردار کے کھانے سے بڑا معاملہ تھا۔ اُس وقت تمہیں ہوش نہیں آیا اب کہتے

ہو کہ اس مردار کو کون کھاتا ہے۔ میرے صحابہ ہوش سے بولے جس وقت اس زبان سے تم

لفظ نکالو گے کسی کے بارے میں تو تم اُس کا گوشت کھا رہے ہو گے۔

حضرت ماعز اگرچہ گنہگار تھے لیکن اُن کی توبہ کتنی قبول ہو گئی ہے۔ تمہیں خبر نہیں

ہم نے جو حدود بنا رکھی ہیں یہ تو بندے کو نوازتی ہیں اور بندے کو اتنی طہارت دیتی ہے کہ

وہ بندہ پاک و صاف ہو جاتا ہے

میرے محبوب علیہ السلام کا کتنا واضح مشاہدہ ہے۔

آپ نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ

مجھے اُس خدا کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ میرے

ماعر کو برا نہ کہنا، میرے ماعز کے خلاف نہ بولنا، میرے ماعز کے خلاف زبان کو روک کے رکھو۔

إِنَّهُ الْآنَ فِي انْهَارِ الْجَنَّةِ يَتَخَمَسُ فِيهَا۔

میرے صحابہ میں دیکھ رہا ہوں وہ جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہے ہیں۔ اتنی حد کی وجہ سے پاک ہو گئے ہیں کہ وہ جنت میں پہنچ گئے ہیں اور جنت کی نہروں میں غسل کر رہے ہیں۔ فردوس کے وہ وارث بن چکے ہیں۔ یہ بھی پتہ چلا کہ الْآن کا لفظ بول کر رواں تبصرہ کیا ہے۔

www.SirateMustaqeem.net

براہ راست کنٹری جنت پر کردی ہے کہ حضرت ماعز میری نگاہوں کے نیچے ہیں۔ اگرچہ ماعز دنیا سے چلے گئے ہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جنت میں پہنچ چکے ہیں۔ میری آنکھ حضرت ماعز کو دیکھ رہی ہے وہ عام جنت میں نہیں، جنت کی نہروں میں موجود ہیں اور وہ جنت کی نہروں میں غسل کر رہے ہیں۔ اس واسطے ان کے خلاف کوئی بات نہ کرے۔

اب یہاں سے سوچ لو کہ اُن کی زبان پر کون سے جملے تھے لیکن ہماری زبانوں پر ہمیں زیادہ ان سے معاملے ہیں اور ہماری عادت میں ایسی باتیں رچ بس چکی ہیں اس سے کہیں زیادہ زبان آگے گزر جاتی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہماری رہنمائی کر رہی ہے کہ زبان کو بچا کے رکھنا، سنبھال کے رکھنا، یہ تھوڑی سی بگڑے گی تو اتنا بڑا معاملہ ہو جائے گا کہ جس کی وجہ سے سنبھالنا بڑا مشکل ہو جائے گا۔

پھر یہاں سے یہ بات بھی سمجھ آ گئی کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً اُس برائی پر رد عمل ظاہر نہیں کیا کچھ دیر بعد کیا تو ایسا ہو سکتا ہے کہ کسی برائی کو رد کرنے کیلئے اچھے موقع کا انتظار کیا جائے۔ اُس وقت ہی رد تو کیا جاسکتا تھا مگر جس وقت گدھا سامنے تھا اور کھانے کی دعوت دے کر اُن کو سمجھایا تو اب اس سے اُن کو اچھی طرح سمجھ آ گئی۔



ایسے ہی برائی کو روکنے کے لحاظ سے اُس برائی کو روکنے کا مناسب وقت دیکھنا یہ بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت کا تقاضا ہے۔ آج جس وقت کوئی آواز بلند کرتے ہیں تو کچھ یہ بھی کہتے ہیں کہ آج سے پہلے تو یہ مسئلہ بیان نہیں ہوا تھا۔ اب آپ نے یہ شروع کر دیا تو مناسب وقت اور اُس کی تاثیر کے لحاظ سے کرنا یہ بھی حکمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حصہ ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اُس وقت بھی غیبت بُری تھی؛ جب خاموش تھے لیکن بعد میں مراہوا گدھا سامنے آ گیا تو اب اُن کو اچھی طرح شرمندہ کیا جاسکتا تھا اور اچھے انداز میں اس حقیقت کو واضح کیا جاسکتا تھا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین حکمت عملی کے طریقے سے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سمجھایا اور یہ وہ لوگ ہیں کہ ان سے صرف ایک غلطی ہوئی تو پھر ہمیشہ کیلئے محتاط ہو گئے اور ہمارے لئے ان کی سیرت کو مشعل راہ بنا دیا گیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو زبان کے آداب بتائے ہیں غیبت اُن میں سے ایک بڑا معاملہ ہے۔ بالخصوص الزواج میں اُن دو عورتوں کا ذکر ہے جنہوں نے مل بیٹھ کر غیبت کی تھی۔ جس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا تھا تم سارے روزہ رکھو مگر روزہ افطار اُس وقت کرنا جب میں آؤں گا مجھ سے پہلے کوئی بھی روزہ افطار نہ کرے۔ سارے روزہ میرے پاس آ کے افطار کریں تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے روزہ رکھ لیا۔ شام کے وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو خواتین ہیں جنہوں نے روزہ تو رکھا ہے مگر وہ آپ کے پاس آ کر روزہ افطار نہیں کرنا چاہتیں وہ شرم محسوس کرتی ہیں۔ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اُن کو بلاؤ تو جس وقت اُن دو خواتین کو بلایا گیا تو آپ نے فرمایا ”اس پیالہ میں تم دونوں قئی کرو اُلٹی کرو۔ ان دونوں نے جس وقت پیالے میں قئی کی تو وہ پیپ کی قئی تھی اور جبے ہوئے خون کی قئی تھی اور گندے بدبودار گوشت کے ٹکڑوں کی قئی

تھی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صَامَتَا عَمَّا أَحَلَّ اللَّهُ لَهُمَا

ان دونوں نے حلال چیز سے تو روزہ رکھ لیا، کھانا پینا ویسے تو حلال تھا، روزہ

رکھ کے کھانے پینے سے تو اجتناب کیا لیکن

أَفْطَرْنَا عَلَى مَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِمَا

جو اللہ نے حرام کیا ہوا تھا اُس پر روزہ کھولتی رہیں۔

کھانا، پینا حلال تھا وہ روزے کی وجہ سے نہیں کھایا، اُس کے نہ کھانے پر انہوں

نے پابندی کی لیکن غیبت روزے کے علاوہ بھی حرام تھی وہ روزے کی حالت میں یہ کرتی

رہیں یہ اُس غیبت کا نظارہ نظر آ رہا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”یہ وہ ہے جس کے بارے میں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”غیبت کرنا اپنے مردہ بھائی کے گوشت کھانے کے مترادف ہے

اور کس طرح غیبت میں بھائی کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ دکھانے پہ آئے تو

دکھا سکتا ہے۔“ فرمایا ”دیکھا تم نے ان کے منہ سے گوشت کے ٹکڑے نکلے ہیں اس کی

وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں آپس میں جس وقت مل کر بیٹھیں تو کسی مسلمان کا یوں تذکرہ شروع

کر دیا، یہ غیبت کرتی رہیں انہوں نے روزہ بھی رکھا ہوا تھا اور افطار بھی کر رہی تھیں،

معاملہ یہاں بگڑ چکا تھا کہ یہ گوشت کھاتی رہیں۔

اس واسطے تمام حضرات و خواتین کو اور ہم سب کو اپنے رویہ پر زبان کے لحاظ

سے بھی نظر ثانی کرنی چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ زبان ہماری تھوڑی سی نیکیوں کی پونجی

میں آگ لگاتی رہے۔ اس واسطے آج ہی ہمیں اپنا محاسبہ کرتے ہوئے اپنی زبان کا ایک

پلاننگ کے ساتھ نظام بنانا چاہیے کہ جب بولے تو یوں بولے کہ جنت کا دروازہ کھلے اور

خالق کائنات کی رحمتوں کا نزول ہونا شروع ہو جائے۔

اس کے بعد:

(۳) زبان کے آداب میں چوتھا ادب یہ ہے:

”زبان سے کسی کو گالی نہ دینا“

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر مسلمان کی عزت کو مکہ شریف کی عزت کے ہم پلہ قرار دیا اور اس کی عزت کو کعبہ شریف کی عزت کے برابر قرار دیا۔ اُس مسلمان کو گالی دینا اور اُس پر طعن کرنا اور اُس پر ناجائز جملوں سے پھبتیاں کسنا یہ کس طرح روا ہو سکتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا ایسے امور سے منع فرمایا ہے اور پھر مذاق اڑانے والوں کی بھی مذمت بیان کی گئی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

لَا يَسْخَرُ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ

(پارہ ۲۶، سورہ الحجرات، آیت ۱۱)

فرمایا ”کوئی قوم کسی قوم کا مذاق نہ اڑائے“ کسی کا تم خاندان کے لحاظ سے مذاق اڑاتے ہو کسی کا کاروبار کے لحاظ سے تم مذاق اڑاتے ہو کسی کے بارے میں کہتے ہو کہ فلاں کمی ہے اُس کا فلاں ذات کے ساتھ تعلق ہے میں چوہدری ہوں میرا فلاں قوم کے ساتھ تعلق ہے۔ اس سے مذاق اڑایا جا رہا ہے۔

خالق کائنات جل جلالہ نے ارشاد فرمایا:

عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ

ان سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں بہتر ہو۔

اس واسطے کسی کا مذاق نہ اڑاؤ

لَا نِسَاءً مِنْ نِسَاءٍ

نہ عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں کسی کو دیکھ اُس کا مذاق ہرگز نہ کریں اور

بالخصوص آج تو شریعت کی وجہ سے مذاق اڑایا جاتا ہے کہا جاتا ہے یہ تو پردہ کرتی ہے یہ تو قدامت پرست عورت ہے اس کو تو نئی دنیا کا پتا ہی کوئی نہیں۔ اس کو آج کے رسم و رواج کی تو کوئی خبر ہی نہیں ہے یہ اُس سے بھی بڑی ہلاکت ہے۔ جب کسی پر دین کی وجہ سے تنقید کی جائے اور دین کی وجہ سے اُس کا استہزاء اڑایا جائے اور کسی کے بُرے نام لینا کسی کو ذلیل کرنے کیلئے اُس کے القاب گھڑ دینا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ ۚ كَسَىٰ كُتْمًا ۚ كُتْمٌ غَضَبٌ ۚ فَتَعْنَهُمْ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا بِالْأَلْقَابِ ۚ (پارہ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱۱)

اور کسی کے بُرے لقب نہ بناؤ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جو کسی کو سب سے اچھا نام لگتا ہو وہ نام لے کر اُس کو پکارا کرو جو اپنے لئے اچھے نام کو پسند کرتا ہے اُسی سے دوسرے کو آواز دیا کرو اور دوسرا یہ کہ کسی ایسے نام سے آواز نہ دو جو تم کو ناپسند ہو اور پھر کسی نام کو بگاڑ کے اُس کو نہ بلاؤ اور کسی کی توہین کیلئے اپنی طرف سے کوئی نام نہ رکھو۔ یہ سارے الفاظ زبان کی بے لگامی کے ہیں۔ انسان جس وقت محتاط ہوگا تو پھر وہ صحیح نام لے گا، کسی پر طعن نہیں کرے گا اور پھر کسی کو ستانے کیلئے ہنسی مذاق اور اُس کا استہزاء نہیں اڑائے گا۔

یہ زبان کی حدود ہیں۔ ان کے اندر رہے گی تو زبان امن کا نشان رہے گی اور یہ زبان میزبانی کیلئے جنت میں سماں پیدا کر دے گی۔ انسان زندگی بھر جب گفتگو کی تو اچھی گفتگو ورنہ خاموش رہا۔

اس واسطے حکماء کے حکمت بھرے جملے موجود ہیں

إِنْ كَانَ الْكَلَامُ فِضَّةً فَالْسَّكُوتُ ذَهَبٌ

اے لوگو! اگر کسی کا کلام چاندی بھی ہو تو خاموشی پھر بھی سونا ہے۔

خاموش کاریٹ سونے جیسا ہے۔ اس واسطے اپنی زبان کے دائرے کو پہچاننا

بڑا ہی ضروری ہے۔

پھر آداب کے لحاظ سے یہ ہے کہ لوگ محض قصے گھڑ لیتے ہیں اور لوگوں کو ہنسانے کیلئے سٹوریاں بنا لیتے ہیں۔ یہ بھی کچھ لوگوں کا رویہ ہے۔ اُن کا طریقہ ہی اپنی طرف سے قصے گھڑنا ہے اور پھر لوگوں کے سامنے اُس کو اس واسطے بیان کرتے ہیں تاکہ لوگ اس کو سن کر ہنسیں، لوگ مسکرائیں۔

اس سے بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور واضح طور پر آپ کا فرمان موجود ہے۔

وَيْلٌ لِّمَن يَّحَدِّثُ فَيَكْذِبُ اُس بندے کیلئے ہلاکت ہے جو بولتا ہے۔ کیوں؟  
لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمُ تاکہ وہ لوگوں کو ہنسائے۔

جو لوگوں کو ہنسانے کیلئے جھوٹ گھڑتا ہے، جھوٹ بولتا ہے، سٹوریاں بناتا ہے، داستان ترتیب دیتا ہے۔ حالانکہ اُس کی کوئی حقیقت نہیں اور وہ جھوٹ سے سب کچھ کر رہا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے ہیں۔ اس کی زبان بھی حفاظت میں نہیں رہی۔ اس شخص نے بھی اپنی زبان کو تباہ و برباد کیا اور زبان نے اس کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ اس واسطے ان مشغلوں میں بحیثیت مومن کو سوچنا چاہیے کہ ہم عام لوگوں جیسے نہیں ہیں کہ زبان جیسے آئے چلتی پھرے۔ ہمارا خاص نصاب ہے۔ اُس نصاب نے ہمیں اجازت نہیں دی کہ ہم جھوٹی داستان بنا کے لوگوں کو ہنسانے کیلئے قصے گھڑتے رہیں۔

اس معاملے میں بھی ہمیں اپنی زبان کو محفوظ رکھنا چاہیے۔ اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ لغوبات سے اجتناب کیا جائے جس سے کوئی فتنہ اُٹھ سکتا ہو، اس سے بھی اپنے آپ کو بچانا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ

وہی لوگ کامیاب ہیں جو لغو سے اعراض کرنے والے ہیں۔ کوئی لغو جملہ

نہیں بولتے، کوئی لغو بات نہیں بولتے، لغو سے اجتناب رہے گا تو پھر زبان محفوظ رہے گی اور ہر گھڑی بندے کیلئے امن و آتش کا سامان پیدا کرتی رہے گی۔

زیادہ ہنسنا بھی زبان کے آداب کے خلاف ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

إِيَّاكَ وَكَثْرَةَ الضَّحِكِ

زیادہ کھلکھلا کے ہنسنے سے بچو، زیادہ کثرت سے ہنسنا بندے میں غفلت کو پیدا

کرتا ہے۔ یہ غفلت کی علامت ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا:

إِنَّهُ يَمِيتُ الْقَلْبَ جو بندہ ہنستا ہے اُس کا دل مردہ ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتا ہے تو دل زندہ ہوتا ہے، ہنستا ہے تو دل مردہ ہو جاتا

ہے۔ میرے محبوب علیہ السلام کا یہ جملہ کتنا حکمت سے لبریز ہے۔

مَقَامُ الرَّجُلِ بِالصَّوْمِ أَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّينَ سَنَةً

ایک شخص ساٹھ سال بندگی کرے لیکن وہ زبان پر کنٹرول نہ رکھے اور دوسرا

شخص صرف خاموش رہتا ہے وہ نوافل و تہجد پڑھنے والا نہیں ہے۔

میرے محبوب علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

اس بندے کی خاموشی اُس دوسرے کئی ساٹھ سالہ بندگی سے بہتر ہے۔ اس

واسطے جب زبان خاموش رہے گی تو انسان فتنوں سے بچا رہے گا۔ اس کو نجات مل جائے

گی۔ گفتگو کو اس بات پر ختم کرتا ہوں کہ آپ نے سنا جھوٹ بولنے میں کتنی تباہی ہے اور

غیبت کا کتنا وبال ہے۔ لیکن ذرہ غور تو کرو ایک غیبت ہے دائیں بائیں کی پڑوسی کی اور

ایک غیبت ہے حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی، ایک حضرت داتا گنج بخش ہجویری

رحمۃ اللہ علیہ کی ایک ہے غیبت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اور ایک ہے حضرت امام بخاری

رحمۃ اللہ علیہ کی۔ وہ شخص کتنا بڑا مجرم ہے جو ایسی مقدس شخصیات کے بارے میں آج اپنی

زبان کھولتا ہے۔ اُن پہ تنقید کرتا ہے اُن پہ الزام لگاتا ہے اُن کی غیبت کرتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اعلان کر رکھا ہے کہ جو ان کے بارے میں زبان کھولے گا میں اس کو جنگ کا چیلنج کر رہا ہوں تو اس واسطے ہر جہت سے اپنی آواز و زبان کو محفوظ رکھنا چاہیے۔ خالق کائنات جل جلالہ ہماری زبانوں کو شریعت کا پہرہ عطا فرمائے۔ آمین

وَأَخِرُ دَعْوَانَا إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

www.SirateMustaqeem.net

=====